رجسٹر نمبر انگلشیہ نمبر

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

ہفتہ وار

مملکت

ایڈیٹر

میر حسن الدین بی اے ال ال بی (عثمانیہ)

رجسٹر نمبر ۱۸۰۱ آصفیہ

شرح چندہ
سالانہ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ے
ششماہ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ہے
سہ ماہ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ عاں

قیمت فی پرچہ (۲/)

قیمت پرانا پرچہ (۴/)

جلد (۵) | ۹ خورداد ۱۳۱۵ف | ۱۰ جمادی الاول ۱۳۶۵ھ | ۱۳ اپریل ۱۹۴۶ء شنبہ | نمبر ۵۲

مشرق وسطیٰ

ترکی اور عراق کا معاہدہ

ترکی اور عراق کی گفت و شنید ایک دوستانہ معاہدہ پر ختم ہوئی اس معاہدہ میں تجارت اور اقتصادی امور، ثقافتی تعلقات اور ترکی و عراق کی سرحدوں سے متعلق امور بھی درج ہیں بیان کیا جاتا ہے کہ اس معاہدہ کا متن ترکی اور عربی میں تیار کیا جا رہا ہے۔ نوری پاشا اور عراقی وفد کے دیگر ارکان چند روز کے لئے استنبول جا رہے ہیں اور واپسی پر اس معاہدہ کے متن پر دستخط کریں گے۔ فریقین معاہدہ کے دستخط کے بعد اس معاہدہ کے متن سے عرب لیگ کو آگاہ کیا جائے گا۔

ترکی اور عراق کے مابین اس جدید معاہدہ کا خیال سب سے پہلے عراق کے نائب سلطنت کو سوجھا انہوں نے گزشتہ ستمبر میں عصمت انونو صدر جمہوریہ ترکی سے ملاقات کی تھی۔ یاد ہوگا کہ ترکی اور عراق کے مابین عدم اقدام کا ایک معاہدہ ۱۹۳۷ء سے موجود تھا جو میثاق سعدآباد کے نام سے مشہور ہے۔

عراق کے نائب سلطان شیخ داؤد نے ۱۰ مارچ کو فلسطین کی تحقیقاتی کمیشن سے بیان کیا کہ دنیائے عرب بہ حیثیت مجموعی سوائے ملک روس کی حکومت بہتر ہوگی بجائے اس کے کہ فلسطین میں یہودی اکثریت قائم کی جائے جس سے عربوں کے اتحاد کو نقصان پہونچے گا۔ اگر ذریعہ جبر فلسطین میں اکثریت دے دیں گے تو مشرق وسطیٰ میں خون کی ندیاں بہہ جائیں گی اور عرب مغربی جمہوریتوں سے اپنے تعلقات منقطع کر لیں گے۔

ماسکو کا اخبار نیوٹائمز اپنی ایک اشاعت میں لکھتا ہے کہ عراق کے تیل کے لئے جو دنیا کی نظروں سے پوشیدہ ہے امریکی اور برطانوی آئیل ٹرسٹ میں سخت تصادم ہوگا ایک اخبار میں یہ تحریر کیا گیا ہے کہ اگرچہ ۱۹۳۲ء میں برطانیہ نے عراق کے اقتدار اعلیٰ کو تسلیم کر لیا ہے لیکن عراق میں برطانوی سیاسی مشیر اور برطانوی فوج رکھ کر اس کی خود مختاری کو ٹھیس لگائی ہے۔

مصر اور برطانیہ کے معاہدہ پر نظر ثانی کے لئے ۱۰ مارچ سے گفتگو شروع ہوئی اس سلسلہ میں مصری نمائندوں کا ایک اجلاس وزیر اعظم اسماعیل صدقی پاشا کی صدارت میں منعقد ہوا۔ برطانوی سفیر اور مصری نمائندوں میں گفتگو عنقریب شروع ہوگی۔ صدقی پاشا نے ایک بیان میں ہماری گفت و شنید کے متعلق چونکہ دنگل نہ ہو باقی کوئی پروپیگنڈا نہ کی جائے گی صدقی پاشا کے اس بیان کی تعبیر قاہرہ میں یہ کی جا رہی ہے کہ وہ اپنے سیاسی مخالفین یعنی وفد پارٹی کو اس موقع سے ناجائز فائدہ اٹھانے کا موقع نہیں دینا چاہتے۔

محمد پاشا حسن جو اقوام متحدہ کی صیانتی کونسل میں مصر کی نمائندگی کر رہے ہیں ۱۰ مارچ کو واشنگٹن میں بیان کیا کہ انہیں صیانتی کونسل کے اجلاس میں کوئی خاص سوال اٹھانے سے متعلق اب تک کوئی ہدایت وصول نہیں ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ مصر کا یہ مطالبہ کہ برطانوی فوجیں مصر سے ہٹائی جائیں اس وقت صیانتی کونسل میں پیش کیا جائے گا اگر برطانیہ اس مطالبہ کی تکمیل نہ کرے۔ یہ میری شخصی رائے ہے۔ ہمیں امید ہے کہ برطانیہ سے تشفی بخش سمجھوتہ ہو جائے گا اور اس سوال کو صیانتی کونسل تک لانے کی ضرورت نہ ہوگی۔

جامعہ فواد اول قاہرہ میں عرب لیگ کی پہلی سالگرہ منائی گئی۔ عرب لیگ کے معتمد عمومی عزام بے نے کہا کہ عرب لیگ بعض حیثیتوں سے اقوام متحدہ کی انجمن سے آگے بڑھ گئی ہے۔ عربوں کا یہ دعویٰ حق بجانب ہے کہ انہوں نے ایک بین الاقوامی تنظیم کی مثال قائم کی ہے جس میں دائمی امن کے ارکان کی شرکت رضاکارانہ اشتراک عمل پر مبنی ہے۔

۱ مارچ کو ایک جدید مسلم ریاست وجود میں آئی جبکہ شرق اردن اور برطانیہ کے مابین لندن میں باہمی اتحاد اور دوستی کے ایک معاہدہ پر دستخط ثبت کئے گئے۔ اس معاہدہ کے نتیجہ کے طور پر شرق اردن سے برطانوی انتداب برخاست ہوگیا۔ اس معاہدہ کا متن برطانوی پارلیمنٹ میں پیش ہونے سے قبل شائع نہیں کیا جائے گا۔

(باقی صفحہ ۲)

ہفتہ وار **مملکت**

خورداد ۵۵ف

ایران اور روس کا قضیہ

۱۹۴۲ء میں جبکہ متحدین کی فوجیں ایران میں داخل ہوئیں تو ایک معاہدہ میں یہ شرط رکھی گئی تھی کہ جرمنی اور جاپان کے خلاف جنگ کے اختتام کے چھ ماہ بعد فوجوں کا تخلیہ کردیا جائیگا۔ جنگ جاپان کے بعد چھ ماہ کی مدت ۲ مارچ ۱۹۴۶ء کو ختم ہوتی تھی مگر جسوقت برطانیہ اور امریکہ نے سوویٹ روس سے خواہش کی کہ وہ اختتام مدت پر اپنی فوجیں ایران سے ہٹالے تو سوویٹ روس نے فوجیں ہٹانے سے انکار کردیا۔ اس اثناء میں سوویٹ روس کی ریشہ دوانیوں سے متاثر ہوکر آذربائیجان میں بغاوت کی تحریک شروع کردی گئی۔ روسی فوجوں کی مزاحمت کی وجہ سے ایران کی فوجیں اس بغاوت کو فرو نہ کرسکیں۔ معاہدہ ۱۹۴۲ء کی رو سے جو روس برطانیہ اور امریکہ کے مابین ہوا تھا یہ طے پایا تھا کہ ایران کی ارضی وحدت اس کی خود مختاری اور سیاسی آزادی کا احترام کیا جائیگا اور ایران کے اندرونی نظم و نسق میں کوئی مداخلت نہیں کیجائیگی۔ سوویٹ روس نے ان شرائط کی علانیہ خلاف ورزی کی۔ روس کے اس طرز عمل کی وجہ یہ تھی کہ برطانیہ اور امریکہ کی طرح روس کو یہ موقع حاصل نہیں ہے کہ دنیا کے دوسرے حصوں میں تیل کے چشمے دریافت کرے۔ اسلئے وہ شمالی ایران چھوڑنے تیار نہیں تھا۔ سوویٹ روس کی کوشش تھی کہ فوجی دباؤ اور سیاسی چالبازیوں سے ایران میں ایک ایسی حکومت قائم کرائے جو روس کی دوست ہو اور اس طرح تیل کے لئے مراعات حاصل کرے۔

یاد ہوگا کہ آذربائیجان کی بغاوت کے بعد ایران میں نئی حکومت قائم ہوئی جس کے وزیر اعظم قوام السلطنت ہیں جو روس کے طرفدار مشہور ہیں۔ یہ توقع کیجارہی تھی کہ قوام السلطنت کے برسر اقتدار آنے کے بعد روس اور ایران میں کوئی تشفی بخش سمجھوتہ ہوجائیگا۔ وزیر اعظم ایران کی سرکردگی میں ایک ایرانی وفد ماسکو گیا۔ اس وفد نے مالوٹوف وزیر خارجہ روس اور خود مارشل اسٹالن سے گفتگو کی مگر کوئی سمجھوتہ نہیں ہوا اور قوام السلطنت ناکام واپس آئے۔

اقوام متحدہ کی صیانتی کونسل میں جب ایران کا مسئلہ پیش ہوا تو حسین علا نمائندہ ایران نے بیان کیا کہ سوویٹ روس نے ایرانی وفد کے آگے یہ تجویز پیش کی تھی کہ تیل کے متعلق ایرانی اور روسی مشترکہ سرمایہ کی ایک کمپنی قائم ہو جس میں ۵۱ فیصد حصص روس کے ہوں اور ۴۹ فیصد ایران کے۔ ایران کے بعض علاقوں میں روسی فوجیں غیر معین مدت تک متعین رہیں اور آذربائیجان کی خود مختاری تسلیم کرلی جائے مگر ایران ان شرائط پر راضی نہیں ہوا اور سوویٹ روس سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ ایران سے اپنی فوجیں ہٹالے۔ ماسکو سے قوام السلطنت کے واپس آنے کے بعد یہ افواہیں پھیلنے لگیں کہ روسی فوجیں طہران کی طرف آرہی ہیں اور یہ اندیشہ پیدا ہوگیا ہے کہ روس ایران کے خلاف جارحانہ کارروائی کرنا چاہتا ہے۔

اس ماحول میں اقوام متحدہ کا جلسہ نیویارک میں منعقد ہوا۔ انجمن کے ذی اثر ارکان نے ایران کے معاملہ کو صیانتی کونسل میں پیش کردیا۔ اسکے بعد یکایک یہ خبریں آنے لگیں کہ روسی فوجیں ایران سے واپس جارہی ہیں مگر ایران سے اس خبر کی کوئی توثیق نہیں ہوئی۔ روس نہیں چاہتا تھا کہ ایران کا مسئلہ صیانتی کونسل میں لایا جائے چنانچہ روس کا نمائندہ صیانتی کونسل کے اجلاس سے اٹھ کر چلا گیا۔

صیانتی کونسل کے پہلے اجلاس میں جس میں روسی نمائندہ شریک نہیں تھا، ایران کی صورت حال پر غور کیا گیا۔ ایرانی اور روسی نمائندوں کے خطوط پڑھکر سنائے گئے۔ روسی خط میں اس امر کا دعویٰ کیا گیا تھا کہ ماسکو اور طہران کے مابین جو گفت و شنید ہورہی ہے اسکے نتیجہ کے طور پر ایک سمجھوتہ ہوگیا ہے اور ایران سے روسی فوجوں کا تخلیہ عمل میں آرہا ہے۔ ایرانی خط میں اس امر سے انکار کیا گیا ہے کہ روس اور ایران میں کسی قسم کا سمجھوتہ ہوا ہے۔ یہ بھی بیان کیا گیا کہ ایران کے داخلی امور میں سوویٹ روس کے کارندے برابر مداخلت کررہے ہیں۔ اس نوبت پر امریکی وزیر خارجہ نے ایرانی نمائندے سے دریافت کیا کہ صیانتی کونسل کو کیا کرنا چاہئے۔ ایرانی نمائندے نے جواب دیا کہ اگر سوویٹ روس یہ وعدہ کرے کہ وہ بغیر کسی تاخیر کے ایران سے روسی فوجیں غیر مشروط طور پر ہٹالی جائیں تو ایرانی حکومت کسی مزید اقدام پر اصرار نہیں کریگی۔ سوویٹ روس کی کوشش یہی تھی کہ اپریل تک صیانتی کونسل میں ایران کے معاملہ پر بحث نہ کی جائے۔ صیانتی کونسل نے اس خواہش کو مسترد کردیا۔

صیانتی کونسل نے ایران اور روس کے متنازعہ مسئلے کے متعلق عارضی سمجھوتہ کے طور پر ایک قرارداد منظور کی۔ یہ قرارداد امریکہ کے وزیر خارجہ نے پیش کی تھی جس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ "کونسل کا فیصلہ کہ اس سوال کو ۶ مئے تک ملتوی رکھا جائے روسی حکومت کے ان بیانات پر بھروسہ کرتے ہوئے کیا گیا ہے کہ ایران سے روسی فوج کا تخلیہ قبل ازیں شروع ہوچکا ہے روسی حکومت یہ ارادہ رکھتی ہے کہ بقدر سرعت ممکن ہو اس تخلیہ کو جاری رکھے اور یہ کہ پورے ایران سے روسی فوج کا تخلیہ پانچ چھ ہفتوں میں مکمل ہوجائیگا نیز یہ کہ اسوقت جن تجاویز پر روس اور ایران کی حکومتوں کے مابین گفتگو ہورہی ہے ان کا روسی فوج کے تخلیہ سے کوئی تعلق نہیں۔" سیاسی مبصرین کا خیال ہے کہ مجلس اقوام متحدہ میں اس طرح سے ایران کا معاملہ پیش ہونے کا اچھا اثر ہوا۔ امریکہ اور ایران کے اس عزم سے روس کا غرور رفع ہوا۔ روس کو بین الاقوامی عدالت میں جواب دینا پڑیگا ـــــ جس سے وہ گریز کررہا ہے ـــــ کہ اس نے معاہدہ دول ثلاثہ اور اعلان طہران کی خلاف ورزی کیوں کی۔ روس اور ایران کا معاملہ اقوام متحدہ کا امتحان ہے۔ اس سے یہ ثابت ہونے والا ہے کہ یہ نئی انجمن طاقتور کے مقابلہ میں کمزور کا ساتھ

روی ہے جا رہی ہیں۔ دنیا کی قوم کمزور روس کی تحریک
کو انتظار کر رہی ہیں۔ حالیہ اطلاعات سے
ظاہر ہوتا ہے کہ سیاسی کونسل کی اس کارروائی
کے بعد سوویٹ روس ایران سے سمجھوتہ پر آمادہ
ہو گیا۔ چنانچہ سیاسی کونسل میں ایرانی نمائندے
نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ:۔

"اقوام متحدہ کے ذریعہ ایران کو
جو بے حقیقات اور عملی نتائج حاصل
ہوئے جو وہ تنہا حاصل نہیں کر سکتا تھا
یہ ایک ایسی بنیاد ہے جس پر مستقبل کی
امیدیں تعمیر کی جا سکتی ہیں۔ متحدہ
اقوام نے اتحاد کا جو عملی مظاہرہ کیا ہے
اس کی ستائش کرتا ہوں کونسل نے جس
عزم و جرأت کا مظاہرہ کیا ہے
اس سے تمام چھوٹی قوموں کے
دلوں میں ایک اعتماد پیدا ہو گیا ہے
میری حکومت اس تنازعہ پر
غور و خوض کو جاری رکھنے کے
لئے فی الوقت اس امر پر اصرار
نہیں کر رہی ہے کہ جس سے داخلی
امور میں مداخلت کا سلسلہ ختم
ہو جائیگا۔"

نیویارک ٹائمز کا بیان ہے کہ سیاسی
کونسل نے جس خوبی سے ایران کے معاملہ کو سلجھانے
کی کوشش کی ہے وہ رائے عامہ اور امریکی قیادت
کی کامیابی ہے۔ چنانچہ سیاسی کونسل کے اس
اجلاس کے بعد چوبیس گھنٹوں کے اندر یہ اطلاع
وصول ہوئی کہ طہران میں روس اور ایران کے
مابین ایک جدید معاہدہ پر دستخط ہو گئے ہیں۔
اس معاہدہ پر وزیر اعظم ایران اور روسی سفیر
متعینہ ایران نے دستخط کئے۔ طہران سے ایک تار کے
جاری ہوا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ تمام امور
مکمل سمجھوتہ ہو گیا ہے۔ اس جدید معاہدہ کی رو سے
روسی فوجیں ۶ مئی تک ایران سے ہٹا لی
جائیں گی۔ ایک روسی ایرانی تیل کی فرم کر کمپنی
قائم کی جائیگی جس کی تفصیلات سات ماہ
کے اندر ایرانی پارلیمنٹ میں پیش کی جائیگی۔
آذربائیجان کا مسئلہ ایران کا داخلی مسئلہ قرار دیا گیا
اور آذربائیجان کے باشندوں کی خواہش کے مطابق
مناسب اور جمہوری اصلاح کے لئے قدم اٹھایا
جائے گا۔ امریکی جرائد کا خیال ہے کہ اگرچہ سیاسی
کونسل اپنے مستحکم عزم کا مظاہرہ نہ کرتی تو روس
اور ایران کے اس تنازعہ کا تصفیہ نہ ہوتا لیکن
اس معاہدہ کی نسبت ایران کے اکثر سیاسی حلقوں
میں مایوسی کا اظہار کیا جا رہا ہے اور سمجھا جا رہا
ہے کہ روس نے فوجی دباؤ سے وہ سب کچھ حاصل
کر لیا جو وہ حاصل کرنا چاہتا تھا۔ روسی فوج کی
موجودگی میں اس معاہدہ کی تکمیل سے یہ بات
مترشح ہوتی ہے کہ سیاسی کونسل کے عزم کے
باوجود ایک کمزور قوم کو زبردست کے آگے
جھکنا پڑا۔

موقع پرستی

سندھ کی غیر یقینی سیاسیات سے یہ بات
پھر ایک بار ثابت ہو گئی کہ حصول اقتدار۔۔
خواہ وہ کسی ذریعہ سے ہو ۔۔۔ کانگریس کا
مسلک بن گیا ہے۔ ہم نے چند ہفتے قبل کانگریس
کی موقع پرستی پر جبکہ اس نے جی ایم سید جیسے
شخص کی قیادت کو قبول کر لیا تھا تبصرہ کیا
تھا۔ مسٹر سید پاکستان پر ایقان رکھتے ہیں
جو کانگریس کے مسلک کے خلاف ہے۔ اس نقش
ایک نیا لیڈر نمودار ہوا ہے مگر افسوس ہے کہ
اس نئے لیڈر کی نمود بعض غیر معمولی حالات
میں صرف چند گھنٹوں کے لئے تھی۔ اور یہ
نئے لیڈر میر بندہ علی خان تالپور تھے۔
سندھ اسمبلی کے ایک قابل رکن مسٹر بندہ علی خان
کو لیگ سے علحدہ ہو کر چند گھنٹے بھی نہیں ہوئے
تھے کہ انہیں کانگریس کی اتحادی پارٹی کا لیڈر
منتخب کر لیا گیا تاکہ اس ذریعہ سے اقتدار حاصل
کیا جائے مگر جس تجویز سے یہ اتحاد جو موقع پرستی پر
مبنی تھا زیادہ دیر قائم نہ رہ سکا۔ مسٹر بندہ علی
جس راستہ سے آئے تھے اسی راستہ سے واپس
گئے اور اپنے پیچھے مجروح شدہ امیدوں
اور مایوسیوں کی ایک داستان چھوڑ گئے۔ دوبارہ
بندہ علی خان لیگ میں شریک ہو گئے۔
صورت حال پر دقت نظر سے غور کرنے کے بعد
کوئی شخص سندھ کے باشندوں کے ہمدردی
کئے بغیر نہیں رہ سکتا کیونکہ ان کی سیاسی حالت کو
ایسے افراد نے جو ہوس اقتدار رکھتے ہیں غیر محفوظ
بنا دیا ہے اگرچہ برطانوی کابینی وفد کو یاد رکھنا
تو حالیہ انتخابات سے ایک اطمینان بخش صورت حال
پیدا ہو گئی ہے اور جمہوریت بر روئے کار آ رہی
ہے جس کی بنا پر ملک کے مستقبل کا تصفیہ کیا جا
سکتا ہے۔ مگر سندھ کی صورت حال اور ہوس
اقتدار رکھنے والوں کی ذہنیت سے یہ بات
حکومت برطانیہ پر منکشف ہو جائے گی کہ اس کی
خوش خیالی انتخابات سے مطابقت نہیں رکھتی
حکومت برطانیہ پر یہ واضح ہو جانا چاہئے کہ
اس نے ملک کو جمہوریت نہیں دی بلکہ جمہوریت
کی نفی کو تقویت پہنچائی۔

انڈی پنڈنٹ انڈیا

بقیہ صفحہ ۹ کا کالم ۱

دولت آصفیہ کے مطالبات
اور حکومت حیدرآباد کے نقطۂ نظر
کی نسبت سوال کا جواب دیتے ہوئے
ہز اکسلنسی نے بتلایا ہے کہ ان تمام
چیزوں پر یہیں اسی وقت بحث ہوئی
ہوگی جب وفد میں حیدرآباد سے
حیدرآباد سے روانہ ہوا تھا۔ آپ
نے فرمایا یہاں اس امر کا اعادہ ایک
بار پھر میں کر دینا چاہتا ہوں کہ
حیدرآباد کسی حال میں بھی ہندوستان
کی ترقی کی راہ میں حائل نہ رہا ہے اور
نہ کبھی رہے گا۔

دی سٹیٹس مین

وزارتی وفد کے خلوص کی ستائش

صدر اعظم دولت آصفیہ کے تاثرات

نئی دہلی ۱۰ اپریل
ہز اکسلنسی نواب سر
سعید الملک بہادر صدر اعظم دولت آصفیہ
نے جو حسب پروگرام آج صبح دس بجے ارکان
وزارتی وفد سے ملاقات کی۔ دونوں نے
ہاؤس میں داخلہ سے قبل سر والٹر مانکٹن
مشیر دستوری دولت آصفیہ اور آنریبل
نواب علی یاور جنگ بہادر صدر المہام
سرکار عالی بھی آپ کے ساتھ دیکھے
گئے۔
ارکان وفد سے ملاقات زائد از
ایک گھنٹہ رہی اور یاد کیا جاتا ہے کہ
حیدرآباد کے مخصوص مرتبہ اور معاہداتی
موقف کی اساس پر ہز اکسلنسی نے حیدرآباد
سے متعلق گفتگو کی ہے۔
ملاقات کے بعد واپسی کے وقت صحافی
نمائندے کے سوال کا جواب دیتے ہوئے
ہز اکسلنسی نے کسی تفصیلی تبصرہ سے انکار
فرمایا۔ صرف یہ کہا کہ امور متنازعہ
کے آئندہ دستور کی تشکیل کے اس مشکل ترین
کام کو حسن و خوبی اور کمال خلوص سے ارکان
وفد انجام دے رہے ہیں ان کی انتہائی خلوص
پر مبنی ستائش کی۔ ان مخصوص متعلقات
کے پیش نظر جو مختلف مفاد اور
نظر کی وجہ سے تھا یہ مسئلہ الجھا ہوا تھا جس کو
سلجھانا کوئی آسان کام نہیں ہے
مختلف نقطۂ نظر پر ہمدردی کے ساتھ
غور اور باہمی خیالات پر سمجھوتہ کی ہمت ہے
توقع ہے کہ ان مباحث میں فیصلے کئے جائیں گے
جو ہندوستان کی قومی زندگی سے ہم
آہنگ ہوں گے۔

انتخابات میں تشدد کا استعمال

از

لکشمن شاستری جوشی

مرکزی اسمبلی کے انتخابات کے بعد یہ سمجھا جا رہا تھا کہ صوبہ واری انتخابات میں کانگریس کے مقابلہ میں کسی جماعت کے امیدوار کھڑا نہیں کئے جائیں گے ریڈیکل ڈیموکریٹک پارٹی نے جب امیدواروں کی ایک بڑی تعداد کھڑا کی تو یہ بہت سے لوگوں کے لئے باعث تعجب ہوا۔ اس پارٹی کے اکثر امیدوار زراعتی طبقہ سے تعلق رکھتے تھے۔ ان میں سے اکثروں کی کامیابی یقینی تھی۔ صوبہ بمبئی میں یہ امیدوار کافی شہرت رکھتے تھے۔

انتخابات سے دو ماہ قبل صوبہ بمبئی کی سیاسی زندگی میں دو قسم کے رجحانات بہت نمایاں تھے۔ ایک طرف کانگریسی اس زعم میں کہ پبلک کا اس کو پورا اعتماد حاصل ہے عدم رواداری کا مظاہرہ کیا اور کانگریسی کارکن مخالف جماعتوں کے جلسوں میں انتشار پیدا کرنے لگے۔ دوسری طرف ریڈیکل ڈیموکریٹک پارٹی کا اثر بڑھنے لگا۔ چند ماہ قبل میں نے امراوتی میں ایک جلسہ کو مخاطب کیا۔ اس جلسہ میں ایک فلسفیانہ موضوع پر تقریر کی گئی۔ لیکن جب دوسرے روز ایک اور سیاسی جلسہ منعقد ہوا تو اس جلسہ میں ہنگامہ برپا کرنے کی کوشش کی گئی۔ اس سے ایک ہفتہ قبل کمیونسٹوں نے ایک جلسہ کیا تھا اس جلسہ میں کانگریسی کارکنوں نے ریڈیکل ڈیموکریٹک پارٹی کے ایک جلسہ میں ہنگامہ برپا کر دیا۔ جہاں میں نے ایک جلسہ کو مخاطب کیا اور اس کا پورا انتظام کیا گیا تھا کہ انتشار پیدا ہونے نہ پائے۔ جلسہ کے اختتام کے بعد اخبار راشٹر اویر کے ایڈیٹر میرے پاس آئے اور اپنی خدمات ہماری پارٹی کے لئے وقف کرنے کا وعدہ کیا۔

جب مختلف سیاسی جماعتوں کی جانب سے امیدواروں کے ناموں کا اعلان کیا گیا تو کانگریسی کارکنوں نے یہ دیکھ کر کہ زیادہ مخالفت ریڈیکل ڈیموکریٹک پارٹی کی جانب سے کی جائے گی تو انہوں نے اپنی پوری قوت اس جماعت کے خلاف استعمال کرنا شروع کر دیا۔ پہلے پہل انھوں نے ہماری جماعت کو بدنام کرنے کی کوشش کی جب ان کا پروپگنڈا موثر ثابت نہیں ہوا تو کانگریسی کارکنوں نے رضاکاروں کے جتھے تیار کئے تاکہ ہمارے کارکنوں پر نگرانی رکھیں اور جہاں کہیں ہمارے جلسے منعقد ہوں ان کو منتشر کر دیا جائے۔ انہوں نے ہماری جماعت کے پوسٹر پھاڑ دئے۔ کانگریسی کارکنوں نے لوگوں کو یہ دھمکی دی کہ اگر ریڈیکل ڈیموکریٹک پارٹی کو ووٹ دئے گئے تو ووٹ دینے والوں کا سماجی بائیکاٹ کیا جائے گا اور جب کانگریسی حکومت برسر اقتدار آئے گی وہ ایسے لوگوں کو سزا دے گی اس پروپگنڈے کا عوام پر خاص کر جاہل دیہاتیوں پر اثر پڑا۔

ایک حربہ جو کانگریسی کارکنوں نے استعمال کیا وہ سماجی بائیکاٹ تھا۔ کانگریسی لیڈروں کے اشارہ پر ہماری پارٹی کے ایک امیدوار جگتاپ کا جو ستارا کے دیہی علاقہ سے کھڑے ہوئے تھے سماجی بائیکاٹ کیا گیا۔ یہ دھمکی دی گئی کہ جگتاپ کا گھر جلا دیا جائے گا۔ اس بائیکاٹ کا ایک نتیجہ یہ ہوا کہ جگتاپ کے خاندان کو فصل درو کرنے کے لئے مزدور نہیں ملے۔ مگر ہماری پارٹی کے مسلسل پروپگنڈے نے اس بائیکاٹ کا خاتمہ کر دیا۔

سماجی بائیکاٹ کی ایک سب سے نمایاں مثال وہ ہے جو ڈاکٹر امبیڈکر کے فرقے کے ساتھ کیا گیا تھا۔ پست اقوام کے ان افراد کو اعلیٰ ذات کے ہندوؤں نے ان کی روزآنہ محنت کے معاوضہ میں روٹی دینے سے انکار کر دیا۔ انہیں اپنی باؤلیوں سے پانی لینے سے باز رکھا گیا، غلہ کی دکان پر انہیں راشن بندی کا اناج نہیں دیا گیا۔ ستارا، پونا اور ناسک کے مرکزی دفتر راشن بندی پر اس نوعیت کی سیکڑوں شکایتیں وصول ہوئی ہیں جن میں ارباب مقتدرہ سے درخواست کی گئی ہے کہ رائے دہندوں کو ان کے سیاسی رجحانات کی بنا پر راشن بندی کا غلہ جو موقوف کیا گیا ہے اس کا انسداد کیا جائے۔ اس قسم کا بائیکاٹ نہایت سختی کے ساتھ کیا گیا کیونکہ کانگریس کو یقین تھا کہ ڈاکٹر امبیڈکر کے فرقے کے لوگ کانگریسی امیدواروں کو ووٹ نہیں دیں گے۔

سماجی بائیکاٹ صرف ایک حربہ تھا جو کانگریس نے اپنے مخالفین کے خلاف استعمال کیا لیکن زیادہ موثر طریقہ جو اختیار کیا گیا وہ تشدد کا طریقہ تھا۔ ناسک میں میں ایک جلسہ کو مخاطب کر رہا تھا۔ جلسہ نہایت کامیابی سے جاری تھا مگر جلسہ کے اختتام سے قبل کانگریسی کارکنوں نے ہنگامہ برپا کر دیا اور تشدد کا آزادانہ استعمال کیا گیا۔ اس کے بعد سے ہماری پارٹی کے کارکن جہاں کہیں جاتے تھے کانگریسی رضاکار موٹر لاریوں میں ان کا تعاقب کرتے۔ یہ رضاکار اپنے ساتھ لاٹھی پتھر وغیرہ رکھتے اور ریڈیکل پارٹی کے جلسوں میں انتشار پیدا کر دیتے۔ ضلع ناسک میں بمقام دیولا میں ایک انتخابی جلسہ کو مخاطب کر رہا تھا۔ اس جلسہ میں متعدد شہری اور مدرسین شریک تھے۔ جلسہ کے دوران میں کانگریسی کارکنوں نے پتھر اور گوبر پھینکنا شروع کر دیا۔ حاضرین جلسہ اسقدر مشتعل ہو گئے تھے کہ تصادم کا اندیشہ پیدا ہو گیا تھا۔

۹ مارچ کو ستارا میں پست اقوام کا ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں بیس ہزار اشخاص شریک تھے۔ اس جلسہ کو ڈاکٹر امبیڈکر مخاطب کرنے والے تھے مگر کانگریسی کارکنوں نے اس جلسہ میں ہنگامہ برپا کر دیا۔ اس مقام پر دوسرے دن ہماری پارٹی کا ایک جلسہ ہوا۔ جلسہ شروع ہونے کے بعد ہر سمت سے پتھر پھینکے جانے لگے۔ اس جلسہ میں میں نے اعلان کیا تھا کہ ہر شخص کو تنقید کا اختیار ہے۔ جب پتھر برسنے لگے تو میں نے کہا کہ "میں تنقید چاہتا تھا مگر ہمارے مخالفین صرف پتھر برسا رہے ہیں۔" اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کانگریسی کارکنوں کے پاس خیالات نہیں صرف پتھر ہیں۔ جلسہ ختم ہونے کے بعد کانگریسی کارکن شہ نشین کے قریب جمع ہو گئے اور لات اور گھونسہ سے میری تواضع کی۔

اس امر میں کوئی شبہ نہیں کہ کانگریس کے ارباب مقتدرہ اس قسم کے مظاہروں کا انتظام کرتے ہیں کیونکہ دوسرے ہی دن یہاں کانگریس کی جانب سے ایک جلسہ ہوا جس میں کانگریسی

(باقی صفحہ [illegible])

غذائی صورت حال سے سیاسی فائدہ اٹھانے کی کوشش

از

کے۔ ایس۔ آر

حکومت ہند کے غذائی مشن کے ساتھ جو واشنگٹن روانہ کیا گیا ہے اشتراک عمل سے انکار کرکے کانگریس نے اپنی سلبی پالیسی کا اظہار کیا ہے۔ ۱۹۳۹ء سے جبکہ کانگریس نے وزارتوں سے استعفا دیدیا تھا وہ اسی پالیسی پر کاربند ہے۔ ۱۹۴۲ء میں جب سر اسٹافورڈ کرپس برطانیہ کی پیشکش لیکر آئے تھے کانگریس نے اس پیشکش کو مسترد کردیا تھا۔ یہ امر قابل طلب ہے کہ اس سلبی پالیسی کے نتائج ہندوستان کیلئے کس حد تک مفید ثابت ہوئے۔

اس پالیسی کا نتیجہ یہ ہوا کہ بعض غور و فکر کرنے والے کانگریسی لیڈروں نے محسوس کیا کہ محض نعرے لگانا اور ذمہ داری سے گریز کرنا اس عظیم ادارہ کے لئے مناسب نہیں۔ یہ سلبی پالیسی اس قدر بڑھ گئی کہ راج گوپال چاری جیسے لیڈر کو کانگریس کے خلاف احتجاج کرنا پڑا۔ ہم یہاں ذمہ داری سے گریز کی پالیسی پر بحث کرنا نہیں چاہتے بلکہ صرف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ غذائی مسائل میں ایسی پالیسی کس قدر مضر ثابت ہو سکتی ہے۔

جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے کانگریس نے ہندوستان کے غذائی مشن کی شرکت سے انکار کردیا۔ اب تک کانگریسی لیڈر صرف نعرے لگاتے رہے لیکن کبھی غذائی بحران کو دور کرنے میں کوئی قدم نہیں اٹھایا۔ یاد رہے کہ لارڈ ویول نے گاندھی جی اور مسٹر جناح سے خواہش کی تھی کہ وہ غذائی مسائل میں اشتراک عمل کریں۔ گاندھی جی نے وہی جواب دیا جو انھوں نے شملہ میں دیا تھا یعنی یہ کہ وہ کسی کی نمائندگی نہیں کرتے نمائندگی کے مجاز صرف صدر کانگریس ہیں۔ وائسرائے نے صدر کانگریس مولانا ابوالکلام آزاد کو مدعو کیا اور ان کے آگے یہ تجویز پیش کی کہ چودہ ارکان کی ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جو غذائی صورت حال کو بہتر بنانے کے طریقوں پر غور کرے گی۔ صدر کانگریس نے اپنی مجلس عاملہ سے مشورہ کیا اور مجلس عاملہ نے یہ کہہ کر وائسرائے کی تجویز مسترد کردی کہ اس کمیٹی میں شریک ہونے سے کوئی مفید مقصد حاصل نہ ہوگا تاوقتیکہ مرکز اور صوبوں میں پورا اقتدار حاصل نہ ہوجائے۔ وائسرائے نے ایک اور تجویز پیش کی تھی کہ ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جس میں خود وائسرائے گاندھی جی، مسٹر جناح، اور نواب صاحب بھوپال شریک ہوں۔ یہ تجویز بھی مسترد کردی گئی۔ معلوم نہیں یہ تجویز کانگریس نے اس لئے مسترد کردی کہ اس کو گاندھی جی پسند نہیں کرتے تھے یا گاندھی جی نے اس تجویز کو اسلئے پسند نہیں کیا کہ مجلس عاملہ اس کو پسند نہیں کرتی تھی۔

جب ہر طرف سے یہ مطالبہ ہونے لگا کہ کانگریس کو غذائی مسائل میں رہنمائی کرنی چاہئے تو کانگریس کی مجلس عاملہ نے چندروزہ تعاون کی ایک قرارداد منظور کی۔ اس قرارداد کو ایک مدبرانہ رہنمائی سے تعبیر کیا جارہا ہے۔ ہماری رائے میں ریزولیوشن اور تجویزوں کے مابین اشتراک عمل کی جو خواہش کی گئی ہے اس کی کوئی اہمیت نہیں کیونکہ مصیبت کے وقت فرقہ وارانہ اختلافات خود بخود کافور ہو جاتے ہیں۔ متمول طبقوں سے اپیل کی گئی ہے کہ وہ سختی برداشت کریں "آج دولت مند طبقوں کا فرض ہے کہ وہ سادہ زندگی بسر کریں اور اپنی توانائی اور دولت کو اس مصیبت کے انسداد کی خاطر پیداآوری اور تعمیری سرگرمیوں پر صرف کریں۔"

"کاشتکاروں سے اپیل کی گئی ہے کہ اپنی اقل ترین ضروریات پوری کرلینے کے بعد فاضل پیداوار دوسرے ضرورتمندوں کے لئے دیدیں۔"

پانچویں، دسویں، اور گیارہویں فقرہ میں ایک ہی خیال کی وضاحت کی گئی ہے۔ ایک فقرہ میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ "بیرون ہند سے غلہ حاصل کرنے کی پوری کوشش کی جائے۔" اس میں شک نہیں کہ بیرون ہند سے غلہ حاصل کرنا حکومت ہند کا فرض ہے لیکن ہم یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا یہ کانگریس کا اخلاقی فرض نہیں کہ قحط کو دور کرنے کیلئے خلیج کو پاٹنے کی کوشش کرے خاص کر جبکہ اس کا دعویٰ ہے کہ وہ عوام کی خدمت گذاری کیلئے موجود ہے۔ ہم نے چند فقرات پر تبصرہ کیا ہے۔ اس قرارداد کو پڑھنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس کا مقصد صرف تشہیر ہے۔ کانگریس کے پروگرام میں کوئی چیز ایسی نہیں جس کو مختلف صوبہ واری حکومتیں عمل میں نہ لا رہی ہوں۔

جب یہ کہا گیا کہ کانگریس غذائی صورت حال سے فائدہ اٹھاکر سیاسی سودا کرنا چاہتی ہے تو کانگریسی لیڈروں نے شدت کے ساتھ اس الزام کی تردید کی۔ لیکن آج ظاہر ہو رہا ہے کہ یہ الزام بے بنیاد نہیں تھا۔ "پہلے پاکستان" پر مسٹر جناح کے اصرار کو کانگریسی حلقوں میں محض ایک نعرہ یا ضد سے تعبیر کیا جارہا ہے۔ لیکن یہ متعدی مرض کانگریسی حلقوں میں بھی پھیل گیا ہے کیونکہ وہ پہلے اقتدار بعد امداد کا نعرہ بلند کررہے ہیں۔ ہم سمجھنے سے قاصر ہیں کہ کانگریس کا یہ نعرہ "پہلے پاکستان" کے نعرہ سے کیا تعلق ہے۔ بعض لوگوں نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ آنے والے قحط سے کوئی اچھی چیز پیدا ہوجائے گی یعنی کانگریس اور لیگ میں اتحاد ہوجائے گا۔ مگر یہ امید اب تک پوری نہیں ہوئی۔ کانگریس نے غذائی مسائل میں حکومت سے اشتراک عمل کرنے سے انکار کردیا تاوقتیکہ حکومت کانگریس کے نقطہ نظر کو قبول نہ کرلے۔ غذائی مسائل کی حد تک مسلم لیگ نے ہمیشہ حقیقت پسندانہ رویہ اختیار کیا ہے۔ لیگ کے دو ارکان ہندوستان کے غذائی مشن کے ساتھ واشنگٹن گئے ہوئے ہیں۔ لیگ نے غذائی مسائل میں حکومت سے اشتراک عمل کا وعدہ کیا ہے لیکن باوجود مطالبہ پاکستان سے وہ ایک انچ بھی نہیں ہٹی۔ یہ روش رہی ہے۔ ہمیں سر راماسوامی مدلیار کو خراج تحسین ادا کرنا چاہئے کہ انھوں نے غذائی وفد کے لیڈر کی حیثیت سے شریک غذائی مجلس میں ہندوستان کی پوری نمائندگی کی اور ہمیں امید ہے کہ ان کی کوششوں سے ملک کی غذائی صورت حال میں بہتری پیدا ہوگی۔

بقیہ مضمون صفحہ (۶)

مجلس مقننہ ہند کے قانون حال کی سفارشات کے بموجب گورنمنٹ کی صدروں کے خالی جو ... سررشتہ نظامت کے تحت تھے اب معلوم ہوا ہے کہ لیڈر پارلیمنٹ کے تحت کرسکتے ہیں۔

[illegible]

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

بلا تنقید۔

ڈاکٹر اشرف نے آگرہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ کانگریس آزادی میں حائل نہیں ہے وہ صرف سکھوں، پست اقوام، اشتراکیوں، اور مسلم لیگ کو کچل دینا چاہتی ہے۔......

پنڈت نہرو کبھی مسلمانوں کو برا بھلا کہنے سے نہیں چوکتے ہیں۔ ہمیشہ انہیں ایک عملی آدمی سمجھتا رہا لیکن اب میں انہیں اس کے برعکس پایا۔ وہ ہرگز انقلابی آدمی نہیں ہیں۔ لارڈ ویول کی قیادت پر انہیں ایمان ہے۔ (ڈان)

مولانا ابوالکلام آزاد نے کلکتہ سے ایک بیان جاری کیا ہے جس میں وہ زمانے میں کہ تمام صوبوں کی حکومتوں نے یہ سازش کی تھی کہ انتخابات میں کانگریسی امیدواروں کی مخالفت کی جائے اور لیگی امیدواروں کو مدد دی جائے۔ صوبہ سرحد میں (جہاں کانگریسی حکومت قائم تھی) گورنر نے علانیہ بعض لوگوں کو لیگ میں شریک ہونے کی ترغیب دی۔

(ایک خبر)

مولانا کے اس بیان کی ایک اہمیت یہ ہے کہ یہ پہلی اپریل کو جاری کیا گیا ہے۔

تین مقامی اخبارات سے ضمانت کی طلبی۔ (ایک خبر)

قائد صحافت قاضی عبدالغفار صاحب کے لئے دردِ سر!!

ایک مقامی اسکول کے پرنسپل صاحب نے ذریعہ نوٹس یہ حکم صادر فرمایا ہے کہ ہر طالب علم بوقت امتحان اپنے ساتھ ایک ایک قوال بھی لیتا آئے تاکہ زمین پر بیٹھ کر بہ اطمینان جوابات لکھ سکے۔ (ایک خبر)

تعلیم آباد جنگ کا تعلیمی پروگرام۔

اخبار "مینچسٹر گارڈین" لندن کا نامہ نگار دہلی لکھتا ہے کہ:۔

برطانوی کابینی وفد ممکنہ بہتر طریقہ سے اس سلطنت کو چھوڑ دینے کے عزم کی تکمیل کرنا چاہتا ہے مگر بے سود۔

اب یہ کابینی وفد پشیمانی کے ساتھ اس سوچ میں ہوگا کہ ایک سلطنت سے دست کشی اختیار کرنا بھی کسی سلطنت کی تعمیر و تشکیل سے کچھ کم دشوار نہیں۔

وفد کی نیک نیتی کا اور کیا ثبوت چاہیئے؟ - اگر یہ وفد ہندوستان سے ناکام واپس گیا اور پارلمنٹ میں اس سے سوالات کئے گئے تو اس کے ارکان اطمینان کے ساتھ کہہ سکتے ہیں۔

؏ ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہ تھا

کتب خانہ آصفیہ کی ایک اطلاع سے ظاہر ہوتا ہے کہ ماہ فروری میں مطالعہ کنندگان کی تعداد (۲۰۴۸) تھی۔

اس فہرست میں قاضی صاحب کا نام شریک نہیں ہے کیونکہ کتب خانہ تک زحمت کرنے سے قاضی صاحب کی خود ساختہ عظمت کو ٹھیس لگتی ہے۔

حکومت ایک قانون مدون کر رہی ہے جس میں اشتعال انگیز خبریں اور مضامین کی اشاعت کی پاداش میں ایڈیٹروں کو جرمانہ اور قید کی سزا دی جائیگی۔

یہ خبر مصر کی ہے

ایسوسی ایٹڈ پریس کا بیان ہے کہ:۔

قومی ہفتہ کے موقع پر مہاتما گاندھی نے عوام کو ہدایت کی کہ وہ اس مقدس ہفتہ کے دوران میں تعمیری پروگرام کے لئے وقف ہو جائیں۔

ربع صدی سے ہندوستان اس تعمیری پروگرام پر عمل کر رہا ہے مگر نتیجہ سوائے تخریب کے کچھ برآمد ہوا۔ اس پروگرام پر غالب کا قول صادق آتا ہے

؏ مری تعمیر میں مضمر ہے اک صورت خرابی کی

نئی دہلی میں صحافتی کانفرنس کو مخاطب کرتے

ہوئے پنڈت نہرو نے کہا کہ پاکستان ناقابل عمل ہے۔ (ایک خبر)

اور چند روز قبل پنڈت نہرو (۹۵) فی صد پاکستان پر رضامند تھے۔ پنڈت نہرو آتش بیان بھی ہیں اور سیماب صفت بھی۔

گھڑی میں تولہ گھڑی میں ماشہ

پنڈت کاشی ناتھ راؤ ویدیہ وغیرہ کے ساتھ دہلی جاتے ہوئے اسٹیٹ کانگریس کے "ممتاز رکن" مسٹر سراج الحسن ترمذی نے جدید ہندوستان میں ریاستوں کے موقف پر ایک صحافتی بیان جاری کیا۔ (ایک خبر)

ہم بھی ہیں پانچویں سواروں میں

مولانا ابوالکلام آزاد نے صحافتی نمائندوں سے فرمایا:۔

ہم آزادی کے مندر کے دروازے پر ہیں اور بہت جلد آزادی کی دیوی کو پالیں گے۔

امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد کی نظر سے اقبال کا یہ شعر ضرور گزرا ہوگا۔

؏ خدا مسجد کی دیواروں سے آئی
؏ فرنگی بت کدہ میں کھو گیا کیوں

نواب صاحب چھتاری ریاست حیدرآباد کی نمائندگی نہیں کر سکتے (سوامی رامانند تیرتھ)

ایسوسی ایٹڈ پریس کا بیان ہے کہ پنڈت جواہر لال نہرو نے اس بات پر اظہار افسوس کیا کہ کابینی وفد نے ریاستی لیڈروں کو نظر انداز کر دیا۔

آزاد ہند فوج سے مہاتما گاندھی بھی متاثر (اخباری سرخی)

معلوم ہوتا ہے کہ آزاد ہند فوج اہنسا پر کاربند تھی۔

جنوبی افریقہ کے سفید فاموں کا نسلی غرور

آج کل جنوبی افریقہ کی پارلیمنٹ میں ہندوستانی باشندوں کے متعلق زمین کے پٹہ اور حق رائے دہندگی و نمایندگی کا مسودہ قانون پیش ہے یوں تو برطانوی نوآبادیات میں ہندوستانیوں کے خلاف ہر جگہ یکساں امتیازی سلوک کیا جاتا ہے اور سرکاری یا غیر سرکاری کسی اعتبار سے بھی ان کے ساتھ انسانیت اور مساوات کا برتاؤ نہیں کیا جاتا لیکن جنوبی افریقہ اس معاملہ میں سب سے آگے ہے ہندوستانی باشندوں پر اس نے قانونی و غیر قانونی طریقہ پر توہین آمیز اور غاصبانہ پابندیوں کا دائرہ تنگ کر دیا ہے اور ان سب کا درپردہ منشا و مطلب صرف یہ ہے کہ ہندوستانی یا تو موت قبول کر لیں اور جمعیتہ سفید فام کی ... کی خدمتگاری کے فرائض انجام دیں یا پھر یہاں سے نکل جائیں اور ہندوستان واپس چلے جائیں۔ اس معاملہ میں ہر طبقہ اور ہر خیال کے یورپینوں کا اتفاق رائے ہے چنانچہ مسودہ قانون مذکور کی دوسری خواندگی کے موقعہ پر یورپی ممبروں کی تقریریں اس کا واضح ترین ثبوت ہے۔

مسٹر میڈلے لیڈر لیبر پارٹی اور سابق وزیر حرفت نے مسودہ کی تائید کرتے ہوئے کہا کہ ہندوستانی مکمل طور پر پارلیمنٹ پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ نٹال کے ایک ممبر نے مسودہ کی دفعات پر اظہار اطمینان کیا اور اس کی تائید کرتے ہوئے کہا کہ اس کا پاس ہونا نہایت ضروری ہے اس سے نٹال کا مستقبل محفوظ ہو جانے کا واضح رہے کہ ہندوستانیوں سے منسوب ہے۔ آرنج فری اسٹیٹ کے ایک ممبر نے اعلان کیا کہ حق رائے دہندگی بل مسودہ کی دفعات سے متعلق صوبوں میں سخت مایوسی و اضطراب پیدا ہو گیا ہے آپ صاحب ہندوستانیوں کو حق نمایندگی دینے کے سخت خلاف ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ آرنج فری اسٹیٹ کے یورپی باشندے ہندوستانیوں سے جنگ کے لئے تیار ہیں اور وہ ہندوستانیوں کے امکانی حملہ کا مقابلہ مشین گنوں سے کریں گے آپ نے پورے زور کے ساتھ اپیل کی کہ جنوبی افریقہ کے سفید فام یورپی باشندے اپنی حفاظت و بقا کے لئے کھڑے ہو جائیں ورنہ ہندوستانی انہیں تباہ کر دیں گے۔ مگر ایک ممبر نے ہندوستانیوں کے وجود سے پیدا ہونے والے خطرات سے بچنے کا یہ نسخہ تجویز فرمایا اور اس کی معقولیت واثر انگریزی پر دیر تک بحث کی کہ ہندوستانیوں کے مسئلہ کا حل یہ ہے ہندوستان منتقل کر دیا جائے آپ نے فرمایا کہ پہلے ہی اس کی کوشش کی گئی تھیں مگر کامیابی نہیں ہوئی تھی لیکن وقت بدل چکا ہے اور صورت حال کی پیچیدگی کا احساس اچھی طرح کیا جا رہا ہے۔ ہم قربانیوں کے لئے تیار ہیں اور ان کے ہندوستان واپس بھیجنے کے اخراجات پورے کر سکتے ہیں جب تمام دنیا میں فرقہ وارانہ مسائل کو اس طرح حل کیا جا رہا ہے تو ہم کیوں نہ کریں۔

یورپی ممبروں کا یہی طرز فکر و نظر ہے جو جنوبی افریقہ کی حکومت کے اعمال کا محرک و ذمہ دار ہے۔ ایک طرف ہندوستانی ہیں جو انسانیت شرافت اور جمہوریت کے نام پر آبرومندانہ زندگی بسر کرنے کا حق حاصل کرنے کو ہاتھ پیر مار رہے ہیں اور دوسری طرف یورپی باشندے اور ان کی حکومت ہے جو انہیں جنوبی افریقہ میں اچھوتا اور مجبور و مظلوم بنا کر رکھنا چاہتی ہے تاکہ ہندوستانی بیچارگی پر قانع ہو کر خاموش ہو جائیں یا جنوبی افریقہ کو خالی کر دیں۔

حالانکہ جہاں تک واقعات کا تعلق ہے ہندوستانیوں کی تعداد ہرگز اتنی نہیں کہ وہ سارے ملک پر چھا سکیں اور ایسی صورت میں جبکہ نہایت ظالمانہ اور انسانیت سوز پابندیاں پوری شدت کے ساتھ عائد ہوں۔ پھر جنوبی افریقہ میں نٹال اور ٹرانسوال کے علاوہ ان کی آبادیاں اور کہیں نہیں۔

آرنج فری اسٹیٹ اور شمالی صوبے ہندوستانیوں سے بالکل خالی ہیں۔ ان حالات میں جنوبی افریقہ کے سفید فام باشندوں کی نسلی غرور کی تسکین کے سامان کے علاوہ اور کوئی وجہ نہیں کہ اس قسم کے قوانین وضع کئے جائیں مگر غرور اعمیٰ کے حامی جماعات اور امتیازی قوانین پاس کرنے پر اصرار سے یہ حقیقت اچھی طرح واضح ہو چکی ہے کہ حکومت جنوبی افریقہ کو اس پالیسی سے باز نہیں رکھا جا سکتا اور حکومت ہند کی طرف سے تجارتی معاہدہ کے انفساخ کے اعلان سے بھی اس پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا اس کے لئے ضرورت اس کی ہے کہ ہندوستانی حکومت اس سے سیاسی تعلقات فسخ کرے اور برطانوی حکومت اس معاملے کو سنجیدگی سے طے کرائے کیونکہ ورنہ آزاد ہندوستان اور جنوبی افریقہ کی ان ناانصافیوں کو ہرگز گوارا نہیں کرے گا اور اس کا نتیجہ برطانوی دولت مشترکہ کے باہمی تعلقات کیلئے ہرگز مفید نہ ہوگا۔

(بقیہ صفحہ چار)

لیڈر میڈ ... نے کہا کہ کل واقعہ مخالفین کانگریس کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے اب کانگریس راج قائم ہو رہا ہے اور کانگریس کوئی مخالفت برداشت نہیں کر سکتی۔

کانگریس نے اپنے صدر مقام بھی سے یہ انتظام کیا تھا کہ کرنی کے مزدوروں کو دیہاتوں میں روانہ کیا جائے اور انہیں یہ ہدایت دی گئی کہ کسی مخالف جماعت کے کارکنوں کو دیہات میں آنے سے روکا جائے۔ چنانچہ ... مارچ کو جب میں چند کارکنوں کے ساتھ ... کے ایک گاؤں میں پہنچا تو وہ افراد جن کو کانگریس نے مامور کیا تھا ہماری لاری کے اطراف جمع ہو گئے۔ ان کے پیچھے ہٹانے پر چاروں طرف سے غنڈوں کا ایک مجمع ہو گیا جنہوں نے ہماری لاری پر پتھر برسانا شروع کر دیا اس قسم کے واقعات سے ہمیں اکثر دیہاتوں میں سامنا پڑا۔

سنتنر ... کے علاوہ اور بھی طریقہ اختیار کئے گئے۔ مجھ سے ایک کانگریسی لیڈر نے بیان کیا کہ دراز میں ایک مراسلہ روانہ کیا گیا ہے کہ پست اقوام کے رائے دہندوں کو رائے دہی کے مرکز تک آنے سے روکا جائے۔ ہر گاؤں میں چونکہ اعلیٰ ذات کے ہندوؤں کی اکثریت ہوتی ہے اور پست اقوام کے افراد کو آسانی سے روکا جا سکتا ہے۔ اس وحشت انگیزی نفسیاتی اثر پیدا ہوا کہ صرف وہی لوگ غیر کانگریسی امیدوار کو ووٹ دینے کے لئے آ سکے جن میں کافی جرأت اور ہمت تھی۔ رائے دہی کے روز جو واقعات رونما ہوئے ہیں ان کی تفصیل میں یہاں جانا نہیں چاہتا۔ صرف اس قدر کہنا کافی ہے کہ کانگریس کے خلاف ووٹ دینے والوں کا گھر سے نکلنا مشکل ہو گیا تھا۔ ان تمام واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارا ملک جمہوری روایات سے بالکل کورا ہے۔ کانگریس نے عوام کو یہ نہیں سکھایا کہ ہر شخص کو اپنی رائے کی انفرادی آزادی حاصل ہے۔

برطانوی نوآبادیات کی خارجی حکمت عملی

از

ایچ، ڈی، ہڈسن

اگر آپ مجھ سے اس سوال کا ایک دو جملوں میں جواب چاہیں کہ آجکل دنیا کے معاملات کے متعلق نوآبادیات کے لوگ کیا سوچ رہے ہیں تو میں جواب دوں گا کہ ان کے خیالات بہت کچھ ہمارے ہی جیسے ہیں۔ ہماری طرح وہ ممالک بھی جمہوریتیں ہیں۔ ان کے باشندے امن و امان پسند کرتے ہیں اور جنگ کے اثرات سے نکل کر راہ ترقی پر گامزن ہونے کے خواہشمند ہیں۔ انہوں نے ادارہ اقوام متحدہ کے وفادار ممبر رہنے کا تہیہ کر لیا ہے۔ لیکن ہماری طرح انہیں بھی اس کا پختہ یقین نہیں ہے کہ موجودہ حالات میں یہ ادارہ دنیا میں مستقل امن قائم رکھنے کے لئے کافی ہوگا۔ ان کا یہ بھی عقیدہ نہیں ہے کہ اس ادارہ کے ممبروں کو صلح اور خیر و امن کی تعلیم دینا چاہئے۔ بلکہ ان کا خیال ہے کہ اس ادارہ کو خود اپنی پولیس رکھنی چاہئے جو دنیا کے لوگوں سے قانون کا احترام کرائے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ جنگ سے بہت پہلے بین الاقوامی پولیس کی تجویز پیش کرنے والے ملکوں میں سلطنت برطانیہ کی ایک نوآبادی نیوزیلینڈ بھی تھی۔ بین الاقوامی پولیس ہونے کے معنی ہی یہ ہیں کہ بین الاقوامی حکومت بھی ہونی ضروری ہے۔

یہ نوآبادیاں نہ صرف سلطنت برطانیہ میں شامل ہونے کی وجہ سے برطانوی ممالک ہیں بلکہ ان کے نظریئے بھی برطانیہ سے ملتے جلتے ہیں۔ ان ممالک کے لوگ ہر مسئلہ کو اس کی اچھائیوں اور برائیوں سے جانچتے ہیں وہ متعصبانہ نظریوں مثلاً علیحدگی وغیرہ کے پجاری نہیں ہیں اور نہ ہی وہ دنیا کو مستقل دوستوں اور دشمنوں میں تقسیم کرنا پسند کرتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ اگر لوگ عقل اور سمجھ سے کام لیں تو ہر مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ مجھے امید ہے کہ جب میں دنیاوی معاملات میں ان ملکوں کے نظریوں کا ذکر کرتا ہوں تو آپ اپنے خیالات کی نوعیت کو سمجھتے ہوں گے جیسے ہم اہل برطانیہ جو یورپ کے قریب ایک جزیرے میں آباد ہیں مخصوص خیالات رکھتے ہیں۔ اسی طرح ان ملکوں کے جغرافیائی حالات ہی ان کے نظریے بناتے ہیں۔ گو چونکہ ہماری ہی طرح یہ بھی چھوٹی کر نسبتاً طاقتور قومیں ہیں اس لئے ان کے نظریے بھی ہمارے ہی جیسے ہیں۔ کیا آپ کو اس ملک کو چھوٹا کہنا تعجب خیز معلوم ہوتا ہے؟ اگرچہ رقبہ کی نسبت یہ ملک کہیں زیادہ طاقتور ہے پھر بھی یہ روس اور امریکہ کی نسبت چھوٹا ہی ہے۔ اس کے باوجود اس کے اس قدر اثر کا راز دوسرے چھوٹے ملکوں اور نوآبادیات سے ہمدردی ہے۔ ساتھ ہی اس کی طاقت کی وجہ یہ ہے کہ یہ سلطنت برطانیہ کی چھوٹی چھوٹی قوموں میں آگے نکل گیا ہے۔

برطانیہ اور خود مختار نوآبادیات ایک ہی نظام شمسی کے مختلف سیارے ہیں۔ یہ آزاد قومیں آسمان کے مختلف ستاروں کا جھرمٹ ہے۔ ان میں سے ہر ایک خود کو انسانیت کا مرکز سمجھتا ہے۔ ہم اہل برطانیہ کبھی یہ خیال کرنے لگتے ہیں کہ ہمارے اور ان کے درمیان وہی نسبت ہے جو زمین اور چاند کے درمیان ہے۔ لیکن حقیقت یہ نہیں ہے۔ اس کا صحیح اندازہ لگانے کے لئے آپ کو ایک ایسی زمین کا تصور کرنا پڑے گا جس کے ساتھ آدھا درجن چاند ہوں جو جسم کے لحاظ سے زمین کا پانچواں حصہ ہوں اور اس نظام میں اور بھی بہت سے ستارے شامل ہوں تبھی بین الاقوامی معاملات میں آپ برطانیہ اور نوآبادیات کی صحیح اہمیت کا اندازہ لگا سکیں گے۔

اس نظام شمسی میں یہ کہنا مشکل ہے کہ چاند زمین کو اپنی طرف زیادہ کھینچتا ہے کہ زمین چاند کو اور یہ عمل کا محور زیادہ دنیاوی ہے۔ آپ زیادہ سے زیادہ یہی کہہ سکتے ہیں کہ اگرچہ اس میں بہت سے ستارے شامل ہیں لیکن ان کی حرکتیں اور محور جدا جدا ہیں۔ بین الاقوامی معاملات میں ہماری طرح نوآبادیات کے خیالات کو ساری سلطنت کے خیالات کہنا چاہئے۔ نوآبادیات پورے نظام کے حصے ہونے کے ساتھ ساتھ جداگانہ اہمیت رکھتے ہیں۔ جغرافیائی حالات مختلف ہونے کی وجہ سے ان کے مفاد اور حکمت عملی ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ مثلاً کینیڈا کو برطانیہ اور امریکہ کے آپس میں اچھے تعلقات رہنے میں خاص دلچسپی ہے۔ اگر ہم اور اہل امریکہ متفق نہ ہوں تو کینیڈا کو مصیبت کا سامنا کرنا ہوگا۔ آپ نے ایک قرضہ کے متعلق بحث و مباحثہ کے سلسلہ میں یہی محسوس کیا ہوگا۔ یہ بحث واشنگٹن میں اب تک جاری ہے۔ کینیڈا اس گفت و شنید کی ناکامیابی برداشت نہیں کر سکتا۔ اس کے ناکام رہنے کے معنے یہ ہیں کہ سٹرلنگ بلاک کے گرد حلقہ اور بھی تنگ ہو جائے گا۔ کینیڈا کے علاوہ سلطنت برطانیہ کے سارے ممالک اسٹرلنگ بلاک سے تعلق رکھتے ہیں۔ ایسی صورت میں کینیڈا برطانیہ اور دوسری نوآبادیات کو اپنی برآمد نہ کر سکے گا۔ جب کینیڈا نے اسٹرلنگ بلاک کے خارجی معاہدہ کی کارروائیوں کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی کیونکہ اس سے کینیڈا کی برآمد کو نقصان پہنچتا تھا۔ اور وہ بھی ہماری طرح اپنی برآمد پر منحصر ہے۔ ساتھ ہی کینیڈا اسٹرلنگ بلاک کا ممبر بھی نہیں بن سکتا۔ اس کی ہزار میل لمبی سرحد امریکہ سے ملتی ہے اس لئے وہ ڈالر بلاک کے ممالک سے تعلقات منقطع نہیں کر سکتا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ کینیڈا برطانیہ اور امریکہ کے اقتصادی تعلقات یعنی آزاد تجارت پر منحصر ہے۔ سیاسیات کا بھی یہی حال ہے۔ کینیڈا کی خارجی حکمت عملی کی بنیادی شرط برطانیہ اور امریکہ میں اتحاد ہے۔ ساتھ ہی کینیڈا کا نقطہ نظر بھی ہے جو برطانیہ اور امریکہ سے مختلف ہے۔ وہ خود کوئی بڑی طاقت نہیں ہے لیکن درمیانی طاقتوں میں سب سے زیادہ اہم ہے۔ جہاں تک روپیہ، سامان اور سپاہیوں کا تعلق ہے پچھلی جنگ میں اس نے تین بڑی طاقتوں کو چھوڑ کر باقی سب سے زیادہ امداد پہنچائی ہے۔ مثلاً فرانس سے بھی زیادہ۔ اسے اس میں کوئی عذر نہیں کہ فرانس چونکہ بڑی طاقت شمار کیا جانے لگے اور چین حفاظتی کونسل کا مستقل ممبر بن جائے لیکن اس کا یہ مطالبہ ضرور ہے کہ درمیانی طاقتوں کو جن میں وہ سب سے بڑی طاقت ہے، اپنی مرضی سے اظہار خیال اور عمل کا حق حاصل ہونا چاہئے۔ آجکل وہ ایٹم بم کا پورا راز جاننے والی تین بڑی طاقتوں میں ہے۔ اس سے بین الاقوامی معاملات میں اس کو بڑی اہمیت حاصل ہو گئی ہے۔ کینیڈا اس راز کو اس وقت تک افشا کرنا پسند نہیں کرے گا جب تک اسے یہ یقین نہ ہو جائے کہ اس سے ادارہ اقوام متحدہ کی جڑیں مضبوط ہوتی ہیں جس میں درمیانی اور چھوٹی طاقتیں بھی شامل ہیں۔

کشیدگی اور دوسری نوآبادیات نے
سان فرانسسکو میں ادارہ اقوام متحدہ میں
بڑی طاقتوں کے اختیارات گھٹانے
کی تحریک کی رہنمائی کی۔ انہیں اس کا
خاص طور پر خیال تھا جس کی رو سے پانچ
بڑی طاقتوں میں سے ہر ایک کو حفاظتی
کونسل کے فیصلے رد کرنے کا حق حاصل ہو
گیا تھا۔ خاص طور پر قرار پایا لیکن کچھ
دوسری باتوں میں نوآبادیات میثاق
اقوام متحدہ کو بہت کچھ اپنی مرضی کے مطابق
بنانے میں کامیاب ہو گئیں۔ مثلاً وہ
اقتصادی اور سماجی کونسل کی اہمیت
بڑھا سکیں جسے وہ جنگ کی بنیادیں ختم
کرنے کا ذریعہ سمجھتی ہیں۔ ممکن ہے کہ کچھ
نوآبادیات جن کی سرحدیں محفوظ ہیں اور
جن کی کبھی دوسری طاقتوں سے کوئی خاص
دشمنی نہیں رہی ہے بین الاقوامی جھگڑوں میں
اقتصادی معاملات کو زیادہ اہمیت
دیتی ہوں۔ پھر بھی اس میں شک نہیں کہ
ان کی کوششوں نے اشتراکی قوموں کے
میثاق کو بہتر بنا دیا ہے۔

سان فرانسسکو میں نوآبادیات
کی مشہور شخصیتوں میں جنوبی افریقہ کا وزیر
اعظم فیلڈ مارشل اسمٹس کو سب سے زیادہ
اہمیت حاصل ہے۔ بین الاقوامی معاملات
میں اسمٹس کے نام کے ساتھ دو نظریے منسوب
وابستہ ہیں اور یہ دونوں میثاق میں شامل
ہیں یعنی انسانوں کے حقوق اور فرائض
پر اور سب آزاد قوموں میں تعاون کی
ضرورت کا مکمل اعتقاد۔ یہ اعتقاد سلطنت
برطانیہ کی تمام نوآبادی جنوبی افریقہ کے تجربات
نے پیدا کیا ہے۔ اسمٹس حقیقت پرست
ہیں۔ وہ اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ
بین الاقوامی معاملات میں سب سے زیادہ
طاقتور قوموں ہی کو سب سے زیادہ کام کرنا
ہے لیکن ساتھ ہی ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ
سلطنت برطانیہ کے ملکوں جیسا آزادی

تیاری اور دوستی پر مبنی تعاون بڑی طاقتوں
کی شکست کو چھوٹی طاقتوں کے لئے یقیناً
ناگوار بنا دے گا۔ وہ ایسے ملک کے وزیر
اعظم ہیں کہ امن پرست عناصر ہمیشہ
اتحاد کے لئے خطرہ بنے رہتے ہیں۔ پھر بھی وہ
جنوبی افریقہ اور دوسرے سارے ملکوں کی
بھلائی اسی میں سمجھتے ہیں کہ ملک الگ رہنا پسند
نہ کریں بلکہ سارے آزاد ملک مل جل کر کام کریں
اور بڑی طاقتیں چھوٹی طاقتوں پر حکم نہ چلائیں۔
انہوں نے سلطنت برطانیہ اور مغربی یورپ
کی جمہوریتوں کے درمیان میل جول اور تعاون
کے خیال کی ہمیشہ طرفداری کی ہے۔ آسٹریلیا
اور نیوزی لینڈ والوں کا نقطہ نظر قدرتی طور پر
کسی قدر مختلف ہے۔ انہیں پچھلی جنگ سے
صاف پتہ چل گیا ہے کہ ان کی حفاظتی سرحد یا
ساحل پر نہیں ہیں بلکہ وہ بحرالکاہل کے جزیروں
بلکہ ایشیا کی سرزمین خاص پر ہیں۔ آسٹریلیا
اس بات کا مطالبہ کرتا ہے کہ ہمیں اس کے
متعلق تصفیوں خاص کر جاپان سے سمجھوتے
میں اظہار رائے کا کافی حق ہونا چاہئے کیونکہ
ہم نے بحرالکاہل کی جنگ میں بہت حصہ لیا
ہے اور ہمیں مستقبل کے حفاظتی کاموں میں
خاص دلچسپی ہے۔ یہی مطالبہ نیوزی لینڈ نے
بھی کیا ہے۔ اس خیال نے مجموعی حیثیت سے
سلطنت برطانیہ کی خارجی حکمت عملی پر اثر
ڈالا ہے یعنی اب اگرچہ عموماً اپنی نوآبادیات
سے مشورہ کرنے کے بعد برطانیہ ہی ساری سلطنت
کی رہنمائی کرے گا لیکن جہاں بھی برطانیہ
کی جگہ کسی دوسری نوآبادی کا مفاد زیر
بحث ہوگا تو وہی نوآبادی نمائندہ بن کر
اظہار خیال کرے گا۔

آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ محض بحرالکاہل ہی
کے متعلق سوچنا پسند کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ
آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ والے اس بات کو بھی
خوب جانتے ہیں کہ دنیا ایک اور ناقابل
تقسیم ہے۔ اس لئے انہوں نے دیکھ کر جو بھی
زندگی اور آزادی خطرے میں ہے۔ ۱۹۱۴ء
اور ۱۹۳۹ء میں گیارہ ہزار میل کا بحری سفر
طے کرکے یورپ میں لڑائی لڑی۔ ایک مرتبہ
آسٹریلیا کے موجودہ وزیر خارجہ نے کہا تھا
"سلطنت برطانیہ کا مرکز یورپ ہے ہم یورپ
سے بے نیاز نہیں ہو سکتے"۔

اس لئے آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ یورپ سے
نقل و حمل کے سلسلے کے منقطع ہونے کو خود اپنے
لئے خطرہ سمجھتے ہیں۔ سمندر اور فضا کی سب سے
مختصر راہیں بحیرہ روم سے گزرتی ہیں۔ اس میں
کوئی خرابی یا مشرق وسطی اور بحیرہ روم میں
بڑی طاقتوں کی حد سے مداخلت ان کی تشویش
کا باعث بن جاتی ہے۔ انہیں بحیرہ روم عرب
ممالک یا خلیج فارس کی طرف روسی پھیلاؤ پسند
نہیں ہے۔ ان کی نظر میں ایسا ہونے سے تنازعات
اور اختلافات گھٹنے کی بجائے بڑھ جائیں گے۔
اس کا مطلب یہ بھی نہیں سمجھنا چاہئے کہ وہ
روس کے خلاف ہیں۔ آسٹریلیا ادارہ اقوام
متحدہ میں کئی مرتبہ برطانیہ کے خلاف روس
کے حق میں رائے دے چکا ہے مگر ساتھ ہی
وہ ہر بات میں روس کے ساتھ بھی نہیں ہیں۔
وہ پیاری حکومتیں ضرور ہیں لیکن ان کے
نظریے خارجی حکمت عملی متعین نہیں کرتے۔ حقیقت
یہ ہے کہ نوآبادیات بحیثیت مجموعی کسی کے
خلاف ہیں اور نہ موافق۔ ان کا عقیدہ ہے کہ
جب تک بڑی طاقتیں محض بڑے ہونے کی وجہ
سے اپنی باتیں منوانے پر مصر ہو جائیں اور
چھوٹی طاقتیں کمزور ہونے کی وجہ سے اپنے
حقوق کو خیرباد نہ کہہ سکیں، رواداری کے ذریعہ
سے دنیا کو دشمن گروہوں میں تقسیم ہونے سے
بچایا جا سکتا ہے۔

محکمہ عمال کی تنظیم جدید

حیدرآباد ۲۰ خورداد۔ معلوم ہوا ہے کہ
حکومت سرکار عالی نے محکمہ عمال کی توسیع کی ایک
اسکیم منظور کی ہے جس پر ایک لاکھ روپے کے
مصارف کا اضافہ کیا گیا ہے۔ دو معتمد تعلیمی
کمشنر اور چار ڈپٹی کمشنر مقرر ہونے والے ہیں۔
ان عہدات کے لئے ملازمین باقاعدہ کے
تحصیلداروں کا انتخاب کیا جائے گا۔ منتخب شدہ
امیدواروں کو برطانوی ہند میں تربیت
دلائی جائے گی اور اس کے بعد یہ خدمت
سپرد کر دی جائے گی۔

عزت مآب نواب ظہیر یار جنگ بہادر
صدر المہام امور عمال و تعمیر، نواب یوسف
یار جنگ بہادر سکریٹری اور مسٹر مہدی علی
مرزا ڈپٹی کمشنر نے ان نئی جائیدادوں کے لئے
ایک سو سے زائد امیدواروں کا انٹرویو لیا ہے
ان میں سے جن کا انتخاب کیا جائے گا ان
کے ناموں کے عنقریب اعلان کئے جانے کی
توقع ہے۔

ڈپٹی کمشنروں کی تعیناتی یا صوبائی مستقر
پر کی جائے گی اور ان کے تحت جات میں
جو کوئی بھی مسئلہ مال سے متعلق ہوگا اس سے
نمٹنے کی ذمہ داری ان ہی پر عائد ہوگی تاکہ بھی لاگ
بڑتالیں اور کام بند کرنے کی نوبت نہ آنے
دی جائے۔ عوامی بہبود کے سلسلہ میں جو مختلف
قوانین نافذ ہیں ان کی کارکردگی پر یہ نگرانی
رکھیں گے اور وقتاً فوقتاً متخصین کارخانہ جات
کو ہدایات دیتے رہیں گے کہ عمال کو کس قسم
کی سہولتیں بہم پہنچائی جانی چاہئیں۔ اس کے
علاوہ وہ شخصی طور پر عمال سے بھی ربط قائم رکھیں
تاکہ بذات خود ان کی ضروریات سے واقفیت
حاصل کریں۔ انسپکٹر حکومت کی عوامی بہبود
فلاح کے لئے نافذ کی ہوئی اسکیموں کو بروئے کار
لانے کے ذمہ دار ہوں گے۔ انسپکٹران کا اس
مشاورت کمیٹی کے معتمد کی حیثیت سے بھی کام کریں
جن کی تشکیل حکومت کے پیش نظر ہے۔ اس قسم
کی مجالس بہت جلد مستقر صوبہ جات و مستقر ضلع
پر حکومت و متخصین کارخانہ جات اور عمالی
نمائندوں کی مساوی تعداد پر مشتمل قائم
کی جانے والی ہیں۔

باقی بر صفحہ (۴۳)

لیگ کو واحد دستور ساز مجلس منظور نہیں
مسلم لیگی کنونشن میں مسٹر جناح کی تقریر

بمبئی میں مسلم لیگی قانون سازوں کے کنونشن کو مخاطب کرتے ہوئے مسٹر محمد علی جناح نے مسلم ہندوستان کے لئے ایک علیحدہ خود مختار حکومت حاصل کرنے سے متعلق مسلم لیگ کے عزم کا اعادہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ مسلم ہندوستان کبھی بھی واحد مجلس دستور ساز کو منظور نہیں کرے گا اور پاکستان کے اصول کی منظوری سے پہلے کسی عارضی حکومت کی تشکیل پر بھی متفق نہ ہو گا انہوں نے اس امر کی وضاحت کی کہ متحدہ ہندوستان کا تصور غیر ممکن العمل ہے اور اگر مسلمانوں کی مرضی کے خلاف ان پر کوئی فیصلہ جبراً عائد کرنے کی کوشش کی گئی تو وہ ہر ممکنہ طریقہ سے اور ہر قیمت پر اس کا مقابلہ کرینگے۔ انہوں نے کہا کہ ہم ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار ہیں لیکن ایسی کسی اسکیم حکومت کو قبول نہیں کریں گے جو ہماری رضامندی کے بغیر تیار کی گئی ہو۔

برطانوی وزارتی وفد سے اپنی گفتگو کا ذکر کرتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا کہ مختلف مسائل پر صاف گوئی سے آزادانہ اور انتہائی دوستانہ طور پر خیالات ہوا۔ جہاں تک ہمارا تعلق ہے پاکستان اور اس کے مکمل اقتدار اعلیٰ کے بنیادی مسائل پر کوئی مفاہمت نہیں ہو سکتی۔ ہم واحد مجلس دستور ساز کو بھی قبول نہیں کریں گے کیونکہ ایسی کسی آئین کی منظوری اپنے ہاتھ سے اپنے قتل نامہ پر دستخط کرنے کے مترادف ہو گی۔ اور ہم کسی عارضی حکومت کے انتظام سے بھی اتفاق نہیں کر سکتے تاوقتیکہ پاکستان کو ایک شرط لازمی کی طرح منظور نہ کر لیا جائے۔

مسٹر جناح نے مرکزی اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات کو خیر مقدم کیا اور کہا کہ انہوں نے انتخابات کی جنگ میں فتح حاصل کی ہے۔ وہی جنگ جو ملک کے طول و عرض میں ہوئی اور جس کی نظیر دنیا میں نہیں مل سکتی انہیں سارے ہندوستان میں بڑی بڑی طاقتوں سے مقابلہ کرنا پڑا۔ زبردست اداروں اور گہری چالوں اور سازشوں سے دوچار ہونا پڑا لیکن مسلم لیگی امیدواروں نے ہر لڑائی میں مخالفین کو شکست و تاراج کیا انہیں کوئی ۹۰ فی صدی مسلم نشستیں حاصل ہوئی ہیں مسلمانوں کے چیدہ اور منتخب نمائندوں کی حیثیت سے ان کا فرض ہے کہ وہ اپنی آئندہ راہ عمل کو متعین کریں انہوں نے کہا کہ یہ کنونشن جس کے لئے اور بالکل صاف و غیر مبہم الفاظ میں طے کر دے کہ قوم کا نصب العین کیا ہے اور یہ پاکستان ہے اسی مقصد کے حصول میں وہ اپنے قدموں کو ذرا بھی ڈگمگانے نہ دیں گے اور بال برابر بھی پیچھے نہ ہٹیں گے۔ وہ اسی کیلئے زندہ رہینگے اور ضرورت ہوگی تو اسی کی خاطر جان بھی دے دینگے لیکن اسے تو حاصل کر کے رہینگے ایسا نہ کر سکے تو وہ فنا ہو جائیں گے۔

سردار ولبھ بھائی پٹیل اور پنڈت جواہر لال نہرو کے حالیہ تقریروں کے اقتباسات پیش کرتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا کہ کانگریس کا مطالبہ یہ ہے کہ آزادی دے دیجئے اور کانگریس کی خواہش کے مطابق ایک قومی حکومت کی تشکیل کے ذریعہ حکومت کی مشنری بشمول پولیس فوج کانگریس کے حوالے کر دینے کے بعد انگریز الگ تھلگ رہیں۔ انہوں نے کہا کہ جیسا کانگریس اقتدار کی گدی پر جم کر بیٹھ جائے گی تو ہندوستان کی مقتدر اعلیٰ کی حیثیت سے دستور ساز مجلس تشکیل دینے کا کام شروع کرے گی اور یہ مجلس اس ذیلی براعظم میں رہنے والے چالیس کروڑ انسانوں کی قسمت کا آخری اور قطعی فیصلہ کرے گی۔ تب مختلف فرقوں اور گروہوں کو اس کے فیصلے کے آگے سر تسلیم خم کرنا پڑے گا! لا کر تصفیہ کرنا پڑے گا۔ ہندوستان کے مستقبل کے متعلق مسلم لیگ کا فارمولا ملک کے تین چوتھائی حصہ کو جس کی آبادی ۹۰ کروڑ ہے ہندوؤں کے حوالے کر دیگا ہے۔ اور یہ ہندوستان دنیا کے ہر ملک سے بجز چین کے بڑا ہی ہوگا۔ مسلمانوں کو ملک کا صرف ایک چوتھائی حصہ ملے گا۔ جہاں وہ اپنے تصورات اپنی ثقافت اور معاشرتی تصورات کے مطابق زندگی بسر کرنے کے قابل ہوں گے۔ انہوں نے بتایا کہ برطانوی حکومت کو تجارتی سہولتیں پیش کی جا رہی ہیں لیکن وہ بھول رہے ہیں کہ برطانوی مال کے سب سے بڑے گاہک مسلمان ہی ہیں اور وہ بھی اپنی آواز بلند کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ آخر میں مسٹر جناح نے کہا کہ پاکستان اور اس کے مکمل اقتدار اعلیٰ پر کوئی مفاہمت نہیں ہو سکتی اور وہ کسی عارضی حکومت کو بھی قبول نہیں کریں گے تاوقتیکہ پاکستان کو شرط اول کے طور پر نہ مان لیا جائے لیکن اگر عارضی حکومت جبراً عائد کی گئی تو ہر ممکنہ طریقہ سے مقابلہ کرنے کے سوا چارہ نہیں ہوگا۔ (اے۔پ)

تقریر والاشان شاہزادۂ اعظم جاہ بہادر
بموقع
انعقاد مجلس قیام امن بمقام گلبرگہ شریف

رشید نواز جنگ بہادر اور حاضرین جلسہ! اس ملک کی مجلس قیام امن کے تیسرے سالانہ جلسہ کا افتتاح میرے لئے نہایت خوشی کا باعث ہے۔ اس پر آشوب دور میں ایسی انجمن ملک و مالک کی خدمت صحیح معنوں میں انجام دے سکتی ہے جس کی تمام تر کوشش یہ ہو کہ اہل ملک میں آپس کی محبت اور رواداری میں ترقی ہو اور نفاق و تعصب کے اسباب دور ہوں۔ اس مقصد کی تکمیل سے باہمی اقوام کا جذبہ مستحکم ہو سکتا ہے اور [illegible] تعلقات اور قدیم روایات قائم رہ سکتے ہیں۔ جن پر ہمارے ملک کو ناز ہے۔ ہم سب کو یاد رکھنا چاہئے کہ ترقی کے لئے اہل ملک میں باہمی خوش گوار تعلقات قائم رہنے کی شدید ضرورت ہے اور اگر رواداری کا جذبہ کمزور پڑ گیا تو ہر قسم کی قوت ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ امن و امان اور ایک دوسرے کی خیر خواہی کے بغیر کسی قسم کے اصلاحات ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتے اور نہ وہ امیدیں پوری ہو سکتی ہیں جو ترقی سے وابستہ ہیں۔ شاہان آصفیہ نے بالعموم اور اعلیٰحضرت بندگان عالی متعالی نے بالخصوص اپنی عزیز رعایا کو متوجہ کیا ہے کہ باہمی محبت اور رواداری کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹنے پائے۔ خدا کرے کہ ہمارا ملک ایسے تمام اثرات سے محفوظ رہے جس کے باعث کسی قسم کی بدظنی یا باہمی پرخاش پیدا ہو۔ اس مجلس کے مقصد کو کامیاب بنانے میں جن لوگوں کی کوششیں شریک ہیں وہ لائق تحسین ہیں اور ان تمام حضرات کی خدمات لائق قدر ہیں۔ جو معذوریت کے باوجود اس کانفرنس کے سالانہ اجلاس میں شریک ہوتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ اس کا مقصد حاصل ہونے میں کامیابی ہو۔

میں آپ سب کے ساتھ اس تمنا میں شریک ہوں کہ آئندہ کے لئے ایسا پروگرام تیار ہو جس سے عظیم تر حیدرآباد کی تعمیر میں مدد ملے اور میں ترقی اور جذبات کی تشفی ہو [illegible] میں اس دعا پر ختم کرتا ہوں کہ اعلیٰحضرت خسرو دکن کا سایہ عاطفت جس میں اہل ملک خوش حالی اور فارغ البالی کی زندگی بسر کر رہے ہیں مدت دراز تک ہم سب پر قائم رہے۔ (صدائے [illegible])

اعلان سررشتۂ رسد

جلانے کی لکڑی کی قلت رفع کرنے کی غرض سے مرکزی کمیٹی اغذیہ کی مجلس عاملہ نے اپنی تحریک سے اتفاق کیا ہے کہ جملہ تاجرین ہیمہ سوختنی کو اطلاع دیجائے کہ جو تاجر یا انجمن تاجرین شہر حیدرآباد و قصبہ متذکرہ سکندرآباد میں کم سے کم نرخ پر مقررہ مقدار میں ہیمہ سوختنی فراہم کرنے کی ذمہ داری قبول کریگی اسکو فراہمی واگن وغیرہ میں ممکنہ سہولتیں سرکار عالی کی جانب سے بہم پہنچائی جائیگی۔

بنا بر آں بذریعہ ہذا اطلاع دیجاتی ہے کہ تا یکشنبہ ۲۴ اردی بہشت ۱۳۵۳ف دن کے تین بجے قبل ایک بند لفافہ میں چیف مارکٹنگ آفیسر صاحب کو ہیمہ کشی کی نسبت درخواست اس نرخ سے مطلع کریں جس پر متعدد تعداد و کا تا چلر فروشی کو مجوزہ مقدار میں مسلسل ہیمہ سوختنی فراہم کرنے آمادہ ہیں۔ درخواست منظور ہو تو ہر تاجر منتخبہ پر لازم ہوگا کہ منظوری درخواست کی اطلاعیابی کی تاریخ سے ایک ہفتہ کے اندر حسب ضابطہ رجسٹری شدہ اقرار نامہ مع ضمانت بطور زر ضمانت داخل کریں اور ختم آبان ۱۳۵۳ف تک مسلسل مقررہ مقدار ہیمہ سوختنی چلر فروشوں کو تقسیم کرتا رہے نمونہ درخواست چیف مارکٹنگ آفیسر صاحب سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔
۲۴ اردی بہشت ۱۳۵۳ف کے بعد کسی درخواست پر لحاظ نہیں کیا جائیگا۔

منجانب معتمد رسد

اعلان

دفتر مددگار ناظم امور مذہبی سرکار عالی (شاخ بلدہ)

واقعہ ۲ خورداد ۱۳۵۳ف

نشان محاربہ ۲۵۳۶ — نشان مثل ۳ صیغہ امکنۂ مذہبی

مسمی ... نے درخواست اجازت تعمیر دیول گڑی متصل موقوعہ بازار گارڈ ... محلہ نامپلی پیش کی ہے منظوری درخواست مذکور کی نسبت اگر کسی کو عذر ہو تو اندرون ... ہفتہ محکمہ ہذا میں باضابطہ عذرداری پیش کی جائے ورنہ بعد مرور مدت مذکور اجازت تعمیر دیدیجائیگی بعد میں کسی کا عذر مسموع نہ ہوگا۔ فقط

تحریر ... ۱۳۵۳ف

دستخط

مددگار ناظم امور مذہبی شاخ بلدہ

اعلان

بذریعہ ہذا آگاہ کیا جاتا ہے کہ ایک قطعہ مکان نمبری (۱۲۳۹۶) بلاک نمبر (۲) واقع سمت چہارم اندرون محلہ ... ملکی محمد اکبر صاحب ولد محمد قاسم مرحوم ساکن خواجہ منور علی صاحب صدر ریاست ... محکمہ صیغہ ٹکس کی ضمانت رقمی (۱۰۰۰) کے بابت مکفول کرانا چاہتے ہیں کسی کو اس کفالت نامہ کی نسبت کوئی عذر ہو تو اندرون مدت دو ہفتہ محکمہ ... صیغہ ٹکس واقع دارالشفاء پر رجوع ہوکر حسب ضابطہ عذرداری پیش کریں۔ ورنہ بعد مرور مدت مکان مذکور کی رجسٹری کروالی جائے گی اس وقت کوئی عذر مسموع نہ ہوگا۔ فقط

(بقیہ صفحہ (۱))

شرق اردن کی آزادی تسلیم کرلی گئی اور اب اس اقدام متحدہ کی انجمن کی رکنیت بھی حاصل ہو جائیگی معاہدہ کی فوجی دفعات میں یہ شرط بھی درج ہے کہ اگر ایک فریق معاہدہ جنگ میں شریک ہو جائے تو دوسرا فریق اس کی امداد کرے گا جس میں یہ بات بھی شامل ہے کہ ابھی صورت میں برطانیہ کو شرق اردن میں رسل و رسائل سہولتیں حاصل رہیں گی۔

استنبول کی ایک اطلاع سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایران میں ترکی مشرقی سرحد کے قریب روسی فوجوں کی نقل و حرکت سے متعلق ترکی عہدہ دار اظہار رائے سے احتراز کر رہے ہیں مگر ترکی رائے عامہ اس صورت حال سے تعلق سا اظہار کر رہی ہے اور اس خیال پر سختی سے قائم ہے کہ اگر ترکی سرحد پر حملہ کیا گیا تو ترک صورت حال نپٹنے کے لئے تیار رہیں۔

اخبار ملکت حیدرآباد پرنٹنگ پریس میں طبع ہو کر دفتر اخبار ملکت واقع ... سے شائع ہوا۔